

داعیوں کے لئے ایک کامیاب رہنمائی

داعی کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کا خیر خواہ ہو، اخلاق بہتر ہو، صحیح علم ہو، عقیدہ درست ہو،

دعوت کی ذمہ داری جانو!

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اس سے اچھی بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ (نصرت: ۴۱)

اللہ نے سب سے اچھی بات اس کی بتائی جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اس لئے داعی اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بہتر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ یوسف میں فرماتے ہیں

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا

وَمَنْ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

آپ کہہ دیجئے! میری راہ یہی ہے میں اور میرے فرمانبردار اللہ کی طرف بلا رہے ہیں پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ۔ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں ہوں۔

(یوسف: ۱۰۸)

جس راستے کی طرف خود رسول اللہ ﷺ ہوں اور جس کی طرف آپ کے صحابہ ہوں وہ راستہ تمام راستوں میں سب سے بہتر ہے اس لئے جس راستے پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ

ہوں ہمیں بھی اسی راستی پر عمل کرنا چاہئے جس بصیرت (یعنی واضح دلائل) سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے عمل کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ، تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا

آپ کہہ دیجئے اے اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ)! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس

کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں۔ (آل عمران: ۶۴)

داعی کو چاہئے سب سے پہلے توحید کی طرف بلائے پھر شرک کی وضاحت کرے کیوں کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

بلاشبہ اللہ رب العالمین شرک معاف نہیں کرے گا اور جو اس کے علاوہ (گناہ) ہے جسے چاہے معاف کر دے گا۔ (نساء: ۴۸)

جو داعی پہلے عمل کی دعوت دیتے ہیں ان کا طریقہ غلط ہے کیوں کہ اللہ نے پہلے ایمان پھر عمل کا ذکر کیا ہے اس لئے ہمیں بھی وہیں سے شروع کرنا چاہئے جہاں سے اللہ نے شروع کیا ہے۔

جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے، یہی جنتی لوگ ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (بقہ: ۸۴)

جب ایمان کا ذکر عمل کے بعد کیا جاتا ہے تو اس میں عمل کو شرط کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے، ایمان کی اہمیت کو اور زیادہ واضح کرنے کے لئے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْشِىْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰٓةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔
مرد اور عورت میں سے جو کوئی نیک عمل کرے اس حال میں کہ وہ مؤمن ہو تو ہم یقیناً اسے ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم ضرور بضرور انہیں ان کے عمل کا بہترین بدلہ دیں گے۔ (نمل: ۱۶-۱۷) اسی طرح (سورہ نساء: ۱۲۴) میں بھی ہے۔

نبی ﷺ کی وصیت بھی یہی تھی

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ
فَقَالَ ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ
فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ

فَاعْلَمَهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
اللہ کے رسول ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب بھیجا تو فرمایا بلاشبہ تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو پس سب سے پہلے تم انہیں اللہ کی عبادت کی طرف بلانا جب وہ لوگ اللہ کو پہچان لیں تو تم انہیں خبر دینا کہ اللہ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔۔۔۔۔ (بخاری: ۱۳۸۹)
اللہ کے نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو دعوت کی ابتداء تو حید سے کرنے کا حکم دیا۔ اور یہی تمام نبیوں کی دعوت کی بنیاد رہی جیسا کہ قرآن ہمیں بتلاتا ہے۔
دعوت کی بنیاد میں تو حید (اللہ پر ایمان)، رسالت، آخرت، وحی، فرشتوں اور تقدیر پر ایمان شامل ہیں۔

آسانی پیدا کرو، لوگوں کو مشکلات میں نہ ڈالو!

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الدِّينَ يُسْرُ

(بخاری: ۳۸)

یشک دین آسان ہے۔

ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَبِي وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ
فَقَالَ : يَسْرًا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشْرًا وَلَا تُنْفِرَا وَتَطَوَّعًا.

اللہ کے نبی ﷺ نے میرے والد (یعنی ابو موسیٰ الاشعری) اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور کہا: تم دونوں آسانی کرنا سختی نہ کرنا، خوشخبری دینا لوگوں کو تنگ نہ کرنا اور آپسی اتحاد اور سمجھداری سے کام کرنا۔ (بخاری: ۶۷۵۱)

انہیں اسلام کی طرف بلاؤ!

اسلام کے متعلق کسی کو خبر دینے اور اسلام کی جانب بلانے میں بڑا فرق ہے۔ اور ضرورت ہے کہ اسلام کی طرف کھلے طور سے بلایا جائے۔ اور انسانی فطرت بھی یہی ہے کہ جب ہم کچھ کرتے ہیں تو ہم چاہتے ہیں اس سے پہلے ہمیں کوئی دعوت دے، مثال کے طور پر ”اگر آپ سے آپ کا پڑوسی کہے کہ آج اس نے بڑا ہی لذیذ اور مزے دار کھانا پکایا ہے تو کیا آپ اس کے دعوت دیئے بغیر اس کے گھر جاؤ گے؟“۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

آپ اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے، اور ان سے بہترین طریقہ سے گفتگو کیجئے۔ بیشک آپ کا رب ہدایت یافتہ لوگوں کو جانتا ہے اور وہ گمراہوں کو بھی جاننے والا ہے۔ (نحل: ۱۲۵)

ہمیں دعوت واضح طور سے دینا ہے اس کے متعلق قرآن میں بے شمار جگہوں پر کہا گیا ہے ”آل عمران: ۳، قصص: ۲۸، یوسف: ۱۰۸، مومنون: ۲۳، اعراف: ۷، ۱۹۳، رعد: ۱۳، حج: ۲۲، ۶۷، مومن: ۴۰، شوریٰ: ۴۲، ۱۵۔

مدعو کے مناسب طریقہ اختیار کیا جائے

کچھ لوگ فکری مزاج ہوتے ہیں یعنی وہ غور و فکر سے کام لیتے ہیں تو وہیں کچھ لوگ دل کو اپنی سوچ پر غالب رکھتے ہیں (یعنی جذباتی ہوتے ہیں) اور ہم قرآن میں دونوں طرح کے خیالات پاتے ہیں۔

فکری مزاج کی مثال

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا

فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ

اگر ان دونوں میں اللہ کے علاوہ اور کئی معبود ہوتے تو دونوں میں فساد پیدا ہو جاتا، اللہ جو عرش کا مالک ہے وہ ان سب سے پاک ہے جسے وہ بیان کرتے ہیں۔ (انبیاء: ۲۲)

جذباتی سوچ کی مثال

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ

(انفطار: ۸۲)

اے انسان! تجھے تیرے کریم رب سے کس نے دھوکہ میں رکھا ہے۔

ہر ایک کے ساتھ دونوں طریقہ اختیار کرنا غلط ہے ہر ایک کے ساتھ مناسب طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کچھ قرآن وحدیث سمجھتے ہیں ان سے قرآن وحدیث سے بات کریں کچھ سائنس سمجھتے ہیں ان سے سائنس کے دلائل سے بات کریں۔

مدعو کے بھلے اور برے کا خیال رکھیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ“ ۵

تحقیق کہ تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں جن پر تم کو تکلیف دینے والی چیز گراں گذرتی ہے اور وہ تم پر (بھلائی کے لئے) لالچ کرنے والے اور مومنوں کے ساتھ شفقت کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔ (توبہ: ۱۲۸)

☆ ہمارا مقصد کسی کو ہرانا کسی سے جیتنا نہ ہو بلکہ لوگوں کو آگ سے بچانا ہو اور لوگوں کو بھلائی کی طرف بلانا مقصد ہونا چاہئے۔

سیدھی بات کرو، یہاں وہاں کی باتوں میں نہ گھماؤ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا
يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو، وہ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو یقیناً اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔
(احزاب: ۷۰-۷۱)

☆ معلوم ہوا جو غلط ہوا سے غلط ہی کہیں ذرہ برابر نہ جھجکے۔ ہر بات واضح کر دیں صاف لفظوں میں کہیں۔

ثابت شدہ دلیلوں سے بات کرے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي
وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

آپ کہہ دیجئے! میری راہ یہی ہے میں اور میرے فرمانبردار اللہ کی طرف بلا رہے ہیں پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ۔ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں۔
(یوسف: ۱۰۸)

جس بصیرت (یعنی واضح دلائل) سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے عمل کیا ہمیں بھی انہی واضح دلائل سے بات کرنی چاہئے

اسی طرح سورہ اسراء میں ارشاد ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ
إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُمْ مَسْئُولًا

(اسراء: ۳۶)

اور تم اس پر قائم نہ رہو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ یقیناً کان، آنکھ، اور دل ان تمام سے سوال کیا جانے والا ہے۔

آج سب سے بڑی مصیبت دعا کے ساتھ یہی ہے کہ وہ بلا علم کے بات کرتے ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ
فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ
فَإِنَّ اللَّهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾

جو جانتا ہو تو ہی کہے اور جو نہ جانتا ہو تو وہ کہے ”اللہ اعلم“ یعنی اللہ زیادہ جانتا ہے۔ اس لئے کہ یہ بھی علم ہے کہ جو نہیں جانتا ہے اس کے بارے میں کہہ دے میں نہیں

جانتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا ”کہہ دیجئے! میں تم سے اس پر کوئی سوال نہیں کرتا اور نہ ہی میں مجبور کئے جانے والوں میں سے ہوں۔“

(بخاری: قرآن کی تفسیر: ۴۷۷۴)

اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً.....

وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

”تم میری جانب سے پہنچا دو اگرچہ وہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو..... اور جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔“

”میری جانب سے پہنچا دو“ یعنی محمد ﷺ کی بات کو۔ محمد ﷺ نے ہمیں قرآن اور حدیث دی۔ اب ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اسی ثابت ذریعہ کو پھیلانیں اور آخری حصہ تو ہمیں ایک خطرناک دھمکی دیتا ہے جو کوئی محمد ﷺ کی طرف جھوٹی بات کی نسبت کرے گا تو یقیناً وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

اس لئے اگر تمہیں کوئی یقینی بات نہ معلوم ہو تو کہہ دو ”میں نہیں جانتا ہوں“ یہ لفظ کہتے وقت ہمیں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں اسی چیز کے پہنچانے کی ذمہ داری دی گئی ہے جسے ہم جانتے ہوں، اب جو ہم نہیں جانتے تو ضروری ہے کہ ہم اس کے بارے میں جہالت میں کوئی بات بھی نہ کریں۔

”دین“ موثوق ذریعوں کا نام ہے نہ کہ ہماری سوچ اور ہمارے خیالات کا۔ دعوت میں ہمارا مقصد صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی کا حصول ہونا چاہیئے نہ کہ دنیا والوں کی تعریف یا دنیا کے کسی فائدہ کا حصول۔ اگر ایسا ہوا تو انسان کے لئے ”میں نہیں جانتا“ کہنا مشکل ہو جاتا ہے اور وہ یہ سوچے لگتا ہے کہ دنیا والے اس کے بارے میں کیا کہیں گے۔ جہنم کی آگ کے ساتھ مت کھلو دعوت میں اپنی خواہشات کو داخل کر کے۔

ہمارے لئے بہتر ہے کہ مسئلہ کو علماء کے علم اور لوگوں کی جانکاری کی طرف پھیر دیں۔

اللہ تعالیٰ سورہ نحل ۱۶:۴۳ میں فرماتے ہیں:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

(نحل ۱۶:۴۳، انبیاء ۲۱:۷۰)

”اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے پوچھ لو“

خوشخبری دو!

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَا هَ بِلِسَانِكَ لِنُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لَّدَا

(مریم ۱۹:۹۷)

بیشک ہم نے اسے آپ کی زبان پر آسان کر دیا ہے تاکہ آپ اس کے ذریعہ متقیوں کو خوشخبری دو اور اس سے جھگڑالو قوم کو ڈراؤ۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

(فرقان ۲۵:۵۶)

اور ہم نے آپ کو صرف اور صرف بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

☆ یہ ایک انسانی فطرت ہے مثلاً: ایک تھکے ہوئے آدمی سے آپ کہیں کہ باہر سونے کا خزانہ رکھا ہوا ہے تو وہ چاہے گا کہ اسے سب سے پہلے لے اور وہ اپنی ساری تکان اور کمزوری کو بھول جائے گا اور اس کے حصول کے لئے محنت کرے گا۔

ڈراؤ!

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَأَوْحَىٰ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنَ لِأُنذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ

(نحل ۱۶:۱۰۳)

اور میری جانب اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تاکہ اس کے ذریعہ میں تم کو ڈراؤں اور جسے بھی یہ پہنچے۔

یہ بھی انسانی فطرت میں داخل ہے، کہ اسے باعمل بنانے کے لئے ڈرانے کی ضرورت ہوتی ہے، مثال کے طور پر اگر ایک تھکے ہوئے کمزور آدمی سے کہا جائے کہ جو ہلنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا کہ ایک زہریلا سانپ اسی کمرہ میں ہے تو وہ یقیناً اپنی تھکان کو بھول جائے گا اور اس کمرے سے بھاگنے کی کوشش کرے گا۔

خود سے غیر ضروری سوالات کو اٹھا کر ان کا جواب نہ دے۔

دُعوت میں اکثر لوگ یہی کرتے ہیں جب کہ عوام کی اکثریت سادہ ذہن ہوتی ہے جن کے خیال میں اسلام کے خلاف کوئی بات نہیں ہوتی۔ جبکہ حقیقت میں وہ اسلام کے خلاف کئے جانے والے پیرو پیگنڈہ میں بہت ہی کم حصہ لیتے ہیں۔ مگر افسوس! کئی داعیوں کا حال یہ ہے کہ وہ غیر ضروری سوال اٹھاتے ہیں اور پھر خود اس کا جواب دیتے ہیں۔ کبھی کبھار یہ عمل ہماری اصل دعوت یعنی توحید، رسالت، آخرت، قرآن، اور زندگی کا مقصد وغیرہ کے درمیان آڑے آتی ہے، اس میں یہ بھی ممکن ہے کہ سوال اٹھا کر داعی خود ان سوالات کا اطمینان بخش جواب نہ دے سکے۔

ہاں! یہ ممکن ہے کہ داعی کو احساس ہو کہ مدعو (جسے دعوت دی جا رہی ہو) کے ذہن میں کوئی سوال ہے لیکن وہ اسے پوچھ نہیں رہا تو یہ ایک الگ معاملہ ہے۔

ایک انسان کو اسلام کے بعض احکام و معاملات پر مطمئن کر دینے سے ہماری دعوت مکمل نہیں ہوتی

اگر ایک بندہ گوشت خوری، پردہ (حجاب) یا اسلام میں چار شادیوں کے مسئلہ پر مطمئن ہو جاتا ہے تو اب بھی ہماری دعوت مکمل نہیں ہوئی، کیونکہ کئی ایسے غیر مسلم ہیں جو اسلام کے تمام احکام سے راضی ہوتے ہیں لیکن وہ اسلام نہیں قبول کرتے لہذا ہماری دعوت اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہم اسلام کے بنیادی اصولوں کی اطمینان بخش وضاحت نہ کر دیں (ایک بنیاد کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) ورنہ تب تک ہم اسے اسلام کی دعوت دیتے رہیں۔

بہترین موقعوں کا استعمال کریں اور بہترین موقعوں کا تلاش کریں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

لَمَّا نَزَلَتْ ”وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ“

و رَهْطَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ

خَرَجَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ

”يَا صَبَاحَا“

فَقَالُوا مَنْ هَذَا؟ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ ﷺ

”أَرَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ

أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي؟“

فَالُوا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا

قَالَ ﷺ ”فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيِ عَذَابٍ شَدِيدٍ“.

جب ”وانذر عشیرتک الاقربین“ ڈراوا اپنے قریبی رشتہ داروں کو نازل ہوئی۔ (شعراء ۲۶: ۲۱۴) تو اللہ کے رسول ﷺ صفا کی پہاڑی پر چڑھے اور پکارا ”یا صباحا“ تو لوگوں نے کہا یہ کیوں ہے؟ اور آپ کی طرف اکٹھا ہوئے۔ تو نبی ﷺ نے کہا ”تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تم لوگوں سے کہوں کہ دشمن کے سوار اس پہاڑ کے چھپے چھپے ہوئے ہیں تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ لوگوں نے کہا: ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا پایا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں کو آنے والے سخت عذاب سے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔

(بخاری: ۳۶۸۷)

عکرمہ رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ

حَدَّثَ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً

فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَارٍ

وَلَا تَمْلُ النَّاسَ هَذَا الْقُرْآنَ

وَلَا الْفَيْنِكَ تَاتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِّنْ حَدِيثِهِمْ
فَتَقْصَّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعَ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ فَتَمْلَهُمْ
وَلَكِنْ أَنْصِتْ فَإِذَا أَمْرُوكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُونَهُ

تم لوگوں سے ہفتہ میں ایک مرتبہ بیان کرو، اگر نہیں تو دو مرتبہ اور اگر تم اور زیادہ کرنا چاہو تو تین مرتبہ، لیکن اس قرآن سے لوگوں کو بیزار نہ کرنا اور میں تم کو ایسا نہ پاؤں کہ لوگ اپنی باتوں میں مشغول ہوں تو تم ان کی بات کاٹ کر اپنی بات سنانا شروع کر دو اور ان کو بیزار کر دو لیکن خاموش رہو اگر وہ خواہش کریں تو ان سے بیان کرو۔

(بخاری: ۵۹۷۸)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَوَّنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّامَةِ عَلَيْنَا
اللہ کے نبی ﷺ ہمیں نصیحت کرنے کے لئے دنوں میں بہترین موقع اختیار کرتے تھے تاکہ ہم بیزار نہ ہوں۔ (بخاری: ۲۸)

دُعوت پہنچانے میں معتدل اصول رکھے

☆ لوگ ہماری دعوت قبول کریں یا نہ کریں، اگر وہ ہماری دعوت قبول کرتے ہیں تو اس پر فخر نہ کرے اور اگر نہیں قبول کرتے تو غم میں نہ مبتلا ہو۔

☆ اس بات کو ذہن میں رکھے کہ دنیا میں بیٹا لوگ ہیں جو ہدایت کی تڑپ رکھتے ہیں۔

مقدار کا اصول یہ ہے کہ داعی خود غم نہ کرے کہ اتنے لوگوں کو دعوت دے گا (مثلاً دس لوگوں کو یا اور....) داعی اپنے آپ کو مایوس نہ کرے بلکہ دعوت جاری رکھے ہو سکتا ہے کہ (ان شاء اللہ) وہ کسی مخلص کو پالے گا جو اس کی بات سنے اور حق کو قبول کر لے۔

اگر آپ کو جواب معلوم نہ ہو تو وقت مانگو

اس کی سب سے بڑی مثال محمد ﷺ کی ہے کہ جب لوگوں نے رسول ﷺ سے تین سوالوں کے جو ”روح، ذوالقرنین اور اصحاب الکہف کے متعلق تھا جیسا کہ سورہ کہف میں بتایا گیا ہے تو نبی ﷺ نے ان سے وقت مانگا۔ (تفسیر قرطبی: ج ۱۰ ص ۳۸۵)

☆ بلا علم اور بغیر دلیل کے حجت نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں

هَآ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ حَاجِبْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ
فَلِمَ تَحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ
وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

سنو! تم اس بات سے جھگڑ چکے جس کا تمہیں علم تھا اب اس بات میں کیوں جھگڑ رہے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (آل عمران ۶۶:۳)

☆ یہ بھی علم کا حصہ ہے کہ کہا جائے ”مجھے نہیں معلوم“ کیونکہ کم سے کم آپ کو یہ تو علم ہے کہ آپ نہیں جانتے۔

☆ یاد رکھو! یہ ذلت نہیں بلکہ شریعت ہے۔

صبر رکھیں!

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعِزْمِ مِنَ الرُّسُلِ

وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ

(احقاف: ۴۶: ۳۵)

پس آپ صبر کریں جیسا کہ رسولوں میں سے مضبوط ارادے والوں رسولوں نے صبر کیا اور آپ ان کے لئے جلدی نہ کریں۔
☆ نتیجہ کے لئے جلدی نہ کریں۔

☆ جب کسی ایسے آدمی سے بات کرو جو حجت کر رہا ہو تو اس کی ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں۔
☆ کیونکہ کچھ لوگ تکلیف پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں.....

لَتَبْلُوَنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ

وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا لِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِكُمْ

وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا

وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ

تم ضرور بضرور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ذریعہ آزمائے جاؤ گے اور تم ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان سے جنہوں نے شرک کیا تکلیف دہ بات ضرور بضرور سنو گے، اس حال میں اگر تم صبر کرو گے اور اللہ سے ڈرو گے تو بیشک وہ معاملات کی مضبوطی میں سے ہے۔
☆ جواب ان کی چاہت کا نہ ہو..... بلکہ اللہ کی چاہت کا جواب ہو۔

بہترین طریقہ سے حجت کرے اور برائی کا جواب بھلائی سے دے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

آپ اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے، اور ان سے بہترین طریقہ سے گفتگو (حجت) کیجئے۔ بیشک آپ کا رب ہدایت یافتہ لوگوں کو جانتا ہے اور وہ گمراہوں کو بھی جاننے والا ہے۔
(نحل: ۱۲۵: ۱۲۶)

☆ اس بات کو نہ بھولے کہ حجت کو آیت میں تیسرے نمبر پر ذکر کیا گیا ہے۔

☆ اگر وہ ہمارے ساتھ بھلائی کا معاملہ نہ کریں تو بھی ہمیں ان کے ساتھ بہترین طریقہ سے پیش آنا چاہیئے۔

وَلَا تَسْتَوِ الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ

إِذْ فَعَلَ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ

وَمَا يُلْقَاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقَاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ

بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو معاملہ کا بہترین طریقہ سے دفاع کرو اس وقت تمہارے اور اس کے درمیان جو دشمنی ہے وہ ایسے ہو جائے گی گویا کہ وہ گہرا دوست ہے۔ اور اسے نہیں پاسکتے مگر وہی جن لوگوں نے صبر کیا اور اسے وہی لوگ پائیں گے جو بڑے حصہ والے ہیں۔ (فصلت: ۳۴: ۳۵)

☆ اخلاق کو بہترین بنائیں۔

☆ بہترین الفاظ کا استعمال کریں بدزبانی سے بچیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ

تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک اس نے سرکشی کیا ہے، پس تم دونوں اس سے نرم بات کہو تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈرے۔ (طہ: ۲۳-۲۴)

جب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے وصیت کی تو کہا کہ تم فرعون سے نرمی سے بات کرنا، لہذا آج ہمیں بھی مشرکوں سے نرمی سے بات کرنی چاہیے کیونکہ یہ تو سرکشی میں فرعون سے کم درجہ کے ہیں۔

بیوقوفوں کی باتوں پر دھیان نہ دے

☆ آئیے! ہم موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ دیکھیں

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ

فرعون نے کہا: 'اور جہانوں کا رب کیا (کون) ہے؟'

قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ

موسیٰ نے کہا آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کا رب ہے اگر تم یقین رکھنے والے ہو۔

قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ آلَا تَسْمَعُونَ

اس (فرعون) نے ان سے کہا: جو اس کے ارد گرد تھے: کیا تم سنتے نہیں؟

قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ

موسیٰ نے کہا: وہ تمہارا اور جو تم سے پہلے تمہارے آباء و اجداد گزر گئے ہیں ان کا بھی رب ہے۔

قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ

اس نے کہا: یقیناً تمہارے پاس جو پیغمبر بھیجا گیا ہے وہ حقیقت میں بیوقوف ہے۔

قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ

انہوں نے کہا: وہ مشرق اور مغرب کا رب ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (ان کا بھی رب ہے) اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ

وہ چاہتا ہے کہ تم کو اپنے جادو کے ذریعے تمہارے شہر سے نکال دے تو تم کیا مشورہ دیتے ہو۔

قَالَ لَنْ اتَّخَذَتِ الْهَاءُ غَيْرِي لَا جَعَلَنَّاكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ

اس نے کہا: اگر تم نے میرے علاوہ کسی کو معبود بنایا تو میں تمہیں قیدیوں میں سے کر دوں گا۔

قَالَ أَوْ لَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ

(شوری: ۲۶-۲۷-۲۸)

انہوں نے کہا: اگرچہ میں تمہارے پاس واضح چیز لے کر آ جاؤں۔

اسی طرح فرماتے ہیں

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ

(اعراف: ۹۰)

آپ درگزر کو اختیار کریں اور بھلائی کا حکم دیں اور جاہلوں کو نظر انداز کریں۔

اچھے طریقہ سے سننے والا بھی بنو

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ

وَيَقُولُونَ هُوَ أَذْنٌ

قُلْ أَذْنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ

وَرَحْمَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ عَذَابٌ أَلِيمٌ

ان میں سے کئی ایسے بھی ہیں جو نبی کو تکلیف دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ کان کا کچا ہے، کہہ دیجئے وہ کان تمہارے بھلے کے لئے ہیں جو اللہ پر ایمان لاتا ہے اور مومنوں کی بات کا یقین رکھتا ہے اور تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ان کے لئے رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (توبہ: ۶۱)

☆ اگر ہم کہنا چاہتے ہیں تو ہمیں سننا سیکھنا ہوگا۔

☆ کچھ لوگ صرف کہنا چاہتے ہیں سننا پسند نہیں کرتے۔ ہمیں اس سے بچنا چاہیئے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ

اور وہ کہیں گے کاش ہم سنتے یا سمجھتے تو جہنمیوں میں سے نہ ہوتے۔ (ملک: ۶۷)

☆ مشاہدہ بھی کریں۔

☆ انسان کے چہرے کی رونق اور اس کی آنکھوں کو دیکھ کر آپ یہ اندازہ کر سکتے ہو کہ اس پر آپ کی بات کیا اثر کر رہی ہے اور (اگر آپ کو کچھ الگ نظر آئے تو) موقع ملے ہی موضوع کو بدل لینا چاہیئے۔

ان کے معبودوں کو گالی نہ دیں

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ

كَذَلِكَ زَيْنًا لِّكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلُهُمْ

ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

تم ان لوگوں کو گالی نہ دو جنہیں اللہ کے علاوہ پکارا جاتا ہے تو وہ بھی اللہ کو دشمنی کی بناء پر جہالت کی وجہ سے گالی دیں گے اسی طرح ہم نے ہر امت کے لئے ان کے عمل کو مزین کر دیا پھر ان کا ان کے رب کی جانب لوٹنا ہے تو وہ انہیں خبر دے گا جو وہ عمل کرتے تھے۔ (انعام: ۱۰۸)

جب باطل معبودوں کو برا کہنے سے منع کیا گیا ہے تو ائمہ دین کو گالی دینا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

مدعو کو حجت کے مرحلہ پر نہ لائیں

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ

کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد گمراہ نہیں ہوتی جس پر وہ تھی مگر یہ کہ انہیں جدل (حجت بازی بے معنی و بے مقصد بحث قیل قال اپنے فائدے کیلئے غیر واضح دلیلوں کو دلیل

کے طور پر پیش کرنا) دے دیا گیا۔

(ترمذی، حاکم، ابن ماجہ (صحیح الجامع: ۵۶۳۳)

عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ أَلَدُّ الْخِصْمِ

(بخاری: ۲۳۲۵)

اللہ کی نگاہ میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ ہے جو سب سے زیادہ جھگڑالو ہو (خِصْم) حق سے انحراف کرنے والا ماہر جھگڑالو)

عاجز و انکساری پیدا کرے، فخر اور گھمنڈ سے بچے

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَلًا فَخُورًا

(نساء: ۳۶)

یقیناً اللہ تکبر کرنے اور گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبَرٍ

(مسلم: ۹۱، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

وہ شخص جنت میں ہرگز نہیں داخل ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی گھمنڈ ہو۔

یہ بات ہمیشہ ذہن میں رکھے کہ ہدایت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ

وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

یقیناً آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کے بارے میں زیادہ جاننے والا ہے۔ (قصص: ۲۸-۵۶)

☆ اسے یاد رکھیں کہ اللہ ہم سے زیادہ مہربان اور رحم دل ہے، جو بندہ اللہ کی نگاہ میں ہدایت کا حقدار ہوگا اسے اللہ ضرور ہدایت دے گا۔

☆ اگر داعی اس بات کو بھول جاتا ہے تو یہ چیز اسے بے صبر اور بدخلق بنا دیتی ہے۔

اللہ کی مدد کے حصول اور بندوں کی ہدایت کے لئے دعا کی جائے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي

وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي

يَفْقَهُوا قَوْلِي

(موسیٰ علیہ السلام) نے کہا ”اے میرے رب! میرے لئے میرا سینہ کھول دے۔ اور میرے معاملہ کو آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ (لقنت) کھول دے تاکہ وہ

(طہ: ۲۵-۲۸)

میری بات سمجھ سکیں۔